اقتباس از قادیانیت (انگریزی) از علامہ احسان الٰہی ظہیر

مترجم مسعود الرحمٰن بن عبدالواحد نقیب

قادیانی بحیثیت سامراجی ایجنٹ (باب نمبر ا ۔ ص 24 ۔ 40)

برطانوی سامراج کے رہنماؤں کا لندن میں ایک خفیہ اجلاس ہوا ' جہاں نہایت غور و فکر بحث مباحثے کے بعد چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے انہوں نے اسلام کے خلاف غلیظ منصوبے تیار کئے ۔ ایسے منصوبے بنانا دراصل ہند و پاک میں ان کی بری طرح سے ناکامی کا نتیجہ تھے ۔ ان مجتمع عیسائیوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں کاری ضرب لگی تھی اس لئے اسلام دشمنی ان میں بری طرح کھٹک رہی تھی لہٰذا وہ اپنے رستے ہوئے زخموں کا بدلہ لینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتے تھے ۔ وہ جس چیز سے زیادہ خوفزدہ تھے وہ مسلمانوں کی اپنے عقیدے (جہاد) میں پختگی تھی کیونکہ وہ جذبہ جہاد سے دشمنوں کی صفوں کو الٹ کر رکھ دیتے تھے نیز اپنی تمام تر تکالیف بھلا کر جہاد میں اس حد تک شرکت کرتے تھے کہ زندگی کی سانس ان کے فانی اجسام کو چھوڑ کر چلی جاتی ۔ (اور اسی روز اول سے اب تک) انگریز اسی طرح کے منصوبے بنا رہے ہیں ۔ یہ اجتماع مسلمانوں کو مکاری و عیاری سے تباہ و برباد کرنے کا ایک داؤ تھا کیونکہ وہ ماضی کے تجربات سے جان چکے تھے کہ مسلمانوں کو میدان جنگ میں شکست دینا ' نا ممکن ہے اس لئے غلام احمد قادیانی ان کی غلیظ اور کینہ پرور منصوبہ بندی کا نتیجہ تھا ۔ چونکہ وہ غیر ملکی نہیں تھا لہٰذا وہ بہتر طریقے سے اسلام کی مضبوط صفوں اور ٹھوس عقائد میں شکوک و شبہات پیدا کر سکتا تھا اور ویسے بھی مسلمانوں کے لئے " دیار غیر " سے کسی " اسلام دشمن محرک " کا سراغ لگانا تو آسان تھا لیکن اپنی ہی صفوں سے ایسے شخص کی تحریک کا خاتمہ ذرا مشکل کام تھا ۔ برطانوی سامراج کا سب سے بڑا مقصد عالم اسلام کا شیرازہ بکھیرنا تھا ۔ کیونکہ وہ میدان جنگ میں اپنا مقصد حاصل نہیں کر پائے تھے لہٰذا انہوں نے " قادیانیت " کے پر فریب جال پر اعتماد کیا ۔ وہ (انگریز) اسلام کی مضبوط عمارت میں فتنہ پرور فرقوں اور گروہوں کی نشو و نما اور حوصلہ افزائی سے اس (عمارت) کی

بنیادوں کو کھوکھلا کرنا چاہتے تھے ۔ ان گروہوں کا مقصد ' قوت اسلام کے خلاف بڑے پیمانے پر سازش اور خفیہ مہمات چلانا تھا اور یہی ان کے سامراجی رہنماؤں کا مقصد تھا ۔ اس مقصد کے لئے ان سامراجی منصوبہ سازوں نے مختلف بستیوں کے معصوم مسلمانوں میں سے غدار تیار کئے اور پھر ان " تعلیم یافتہ غداروں " کو اس مشن کی تکمیل کے لئے تمام گر سکھائے ۔ یہ بے ضمیر " مسلمان " ان سامراجی رہنماؤں کے ہاتھوں کھلونا بن چکے تھے ۔ اور یہ بے غیرت مسلمان جنہوں نے ان کی انگلیوں پر ناچنا پسند کیا تھا ' انہی کی سامراجیت کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن چکے تھے ۔ اور انہی چند برطانوی سامراج کے پٹھوؤں میں ایک " غلام احمد قادیانی " تھا اور دوسرا " ایران کا باس " مرزا حسین عرف بہاؤ اللہ تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ دونوں احمقانہ جرات کے مالک تھے جو کہ ایک خوفناک امتزاج ہے ۔ وقتی تقاضے کے پیش نظر انگریزوں نے بہاؤ اللہ کو مستقل مزاجی سے قائل کرنا شروع کر دیا لیکن وہ انگریز کی امیدوں پر پورا نہ اترا اور اپنی بے وقوفی کی وجہ سے سنگین گستاخیاں کر بیٹھا بلکہ یہ کہہ کر وہ اسلام دشمنی اور واضح کر گیا کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

" اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت محمد کی شریعت منسوخ کرنے کا اختیار دیا ہے اور میری اپنی کتاب اور فرامین آ جانے سے قرآن بھی منسوخ ہو چکا ہے " ۔ ۔ ۔ ۔ چونکہ وہ اپنے دعووں کو دلیل سے ثابت نہ کر سکا لہٰذا ذی شعور مسلمانوں نے اسے خیالی پلاؤ پکانے والا دیوانہ تصور کیا ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن اس کے برعکس غلام احمد قادیانی ' جو فن منافقت کا ماہر تھا ' اپنے افکار سمیت تقریباً ہر اوسط درجے کے مسلمان پر اثر انداز ہوا ۔ وہ ایک منافق شخص تھا اس لئے اس نے اپنی اصلیت کے آشکار ہونے کے ڈر سے خود کو مختلف کرداروں میں ظاہر کیا ۔ کبھی وہ خود کو صرف مجدد کہتا اور کبھی مہدی ۔ پھر وہ اچانک رنگ بدلتا اور خود کو " وحی یافتہ نبی " بتلاتا ۔ تاہم " دعوی نبوت " ذرا وقفے وقفے سے پیش کرتا پس وہ انگریزوں کی " عطا کی ہوئی نبوت " سے نبی اور پروردہ تھا ۔ اس کی زندگی میں کئی ایسے مواقع آئے کہ جب وہ ذلیل و رسوا ہوا لیکن وہ انگریزوں کی وجہ

سے اور ان کی پشت پناہی کے سبب آخر دم تک اپنی بات پر اڑا رہا ۔ یہ اس کی محض سامراجی ضد اور ہٹ دھرمی تھی جس کی وجہ سے وہ ملعون و مطعون ہوا ۔ اس کے جرم کی انتہا کو جانچنے کے لئے یہ ثبوت کافی ہے کہ اس نے قرآنی آیات کے معانی تک بدل دیئے اور قرآن کی غلط تشریح و تفسیر کی ۔ غلام احمد قادیانی نے جو تفسیر کی وہ حقائق سے دور اور اس کی اپنی مرضی کے مطابق تھی گویا اس نے روح اسلام کو سامراجیت کے مقصد کے لئے باضابطہ طریقے سے مجروح کیا ۔ سامراجیت کے لئے اس کی دیگر " خدمات " میں سے ایک " منسوخی جہاد " تھی ۔ اس نے فتویٰ دیا کہ " انگریزوں سے جہاد حرام ہے " حالانکہ انگریزوں سے بغاوت کرنے کے لئے مسلمانوں کے پاس صرف ایک یہی ہتھیار تھا ۔ علاوہ ازیں ایسے وقت میں کہ جب انگریز " فرعون " بنے بیٹھے تھے ۔ اور ان کا حکم " حکم الٰہی " کا درجہ رکھتا تھا ' کسی جھوٹی نبوت کے داعی مسلمانوں کی طرف سے ایسا بیان ان کے بالکل موافق تھا ۔ چنانچہ انہوں نے اس نئے پروردہ " پٹھو" کی خوب مالی و سیاسی سرپرستی کی جس نے انگریز خوشامد کے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے تھے ۔ انگریزوں نے اس کی نہ صرف اسلام کے خلاف مواد سے امداد کی بلکہ ایسے لوگ بھی مہیا کئے جو اس کے قول و فعل اور بعض دیگر غیر اہم باتوں پر بھی عمل کرتے تھے ۔ لہٰذا یہ شخص جس نے کبھی 100 ۔ روپے تک نہ دیکھے تھے ' اب ہزاروں میں کھیلنے لگا تھا ۔ ایک ایسا شخص جو 50 ۔ روپے سے بھی کم ماہانہ اجرت حاصل کرتا اور خوراک و رہائش کے لئے شہر شہر ' گاؤں گاؤں کی خاک چھانتا تھا اچانک ہی " پرتعیش " زندگی گزارنے لگا تھا ۔ جلد ہی وہ کئی عمارات اور بہترین گاڑیوں کا مالک بن گیا حتیٰ کہ اس کے ملازم بھی اس کے ماضی سے کہیں بہتر زندگی بسر کرنے لگے تھے ۔ اس پر یہ مہربانیاں اس وقت سے ہو رہی تھیں جب اس نے " ملکہ برطانیہ " کے دورہ ہندوستان کے دوران اسے سامراج کے لئے " اپنی خدمات " کا یقین دلایا تھا ۔ اس نے ملکہ برطانیہ کو جو اپنی یادداشت (تحریری دستاویز) پیش کی اس میں اس نے ان تمام باتوں کو تسلیم کیا ۔ لہٰذا برطانوی سامراج کے ہاتھوں نشوونما پانے والے اس پٹھو کی تمام کوششوں کو سراہا

گیا ۔ سامراجیت کے لئے اس سے زیادہ قابل اعتماد آدمی اور کوئی نہ تھا ۔ چنانچہ سامراجی رہنماؤں نے اسے (غلام احمد قادیانی کو) مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے متعارف کروایا ۔ اسے پادریوں میں بہت شہرت بخشی گئی ۔ نیز اسلام ، مسلمان ، دینی رہنماؤں اور علماء کرام وائمہ کرام کو بدنام کرنے کے لئے اس پروردہ کی خوب حوصلہ افزائی کی گئی ۔ اسلام پر تنقید میں یہ اس حد تک چلا گیاکہ اس نے اس " دائرہ تنقید " میں مسلمانوں کی محترم اور مقدس ترین ہستی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شامل کر لیا ۔ اس نے مسلمانوں کے صرف ایک رہنما کی توہین نہ کی تھی بلکہ اس نے حضرت حسن و حسین کے نانا جان اور حضرت ابو بکر و عمر اور حضرت عثمان و علی کے عظیم المرتبت رفیق کی شان میں گستاخی کی تھی ۔ اس نے ان لوگوں کو بھی نشانہ تنقید بنایا جو آنحضرت سے نسبت کی بنا پر کفرو اسلام میں فرق کرتے تھے لہٰذا اس کی اس گستاخانہ جرات پر تمام مسلم علماء نے اسے بے دین اور کافر قرار دیا ۔ انہوں نے اعلان کیا کہ جھوٹے دعوی نبوت ، انبیاء کرام کی توہین ، مسلمانوں پر طعن و تشنیع اور ایمان کے بنیادی عقائد سے انحراف کی وجہ سے اس (غلام احمد قادیانی) کو قتل کرنا ضروری ہے ۔ لیکن اس کے سامراجی محافظین نے اسے مسلمانوں کے غنا غضب سے بچا لیا ۔ بہر حال مسلم علماء نے اس سے مذاکرات اور مناظرے کئے اور اس کے اس دعوی کو جھوٹا ثابت کیا کہ " نبوت ختم نہیں ہوئی " ۔ نیز اس پر سامراجیت کے گھناؤنے عزائم بھی واضح کئے ۔ ان علماء میں سے سب نمایاں شخصیت حضرت شیخ ثناء اللہ امر تسری کی ہے جنھوں نے کئی موقعوں پر مرزا کو زبردست شکست دی ۔ انہوں نے اس کے دعوی نبوت کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے دلائل و براہین کے انبار لگا دیئے اور آخر میں اسے مباہلہ کا چیلنج دے دیا کہ جو شخص جھوٹا ہے وہ ایک عبرتناک موت کا شکار ہو گا ۔ اور آخر حق ہمیشہ غالب رہتا ہے لہٰذا اس چیلنج کے بہت ہی مختصر عرصے کے بعد غلام احمد قادیانی ایک عبرتناک اور بدنام موت کا شکار ہوا ۔ اس کی موت کا انداز آنے والے کسی بھی مرتد کے لئے پیغام عبرت رکھتا ہے ۔ اس کی موت کا اندازہ اس

کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے ۔ اس بات کا تذکرہ آئندہ صفحات میں تفصیلا آئے گا کہ وہ کن کن مراحل سے گزر کر موت کی وادی میں دفن ہوا ؟ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

لیکن سب سے درد ناک پہلو یہ ہے کہ یہ ملحدوں کا گروہ جو اسلام سے بہت دور ہے ' اپنے آپ کو مسلمان شو کرتا ہے ۔ (اس وقت بھی اور آج بھی) انہوں نے اس خیال کو عام کیا کہ وہ مسلمانوں ہی کی طرح اسلام کے تمام بنیادی اور اٹل عقائد پر یقین رکھتے ہیں ۔ ان کے پرانے مہربانوں نے اس خیال کو تقویت پہنچانے کے لئے تقاریر و تجاویز کو ذریعہ بنایا جو من گھڑت قصوں اور کہانیوں سے لبریز ہوتی تھیں ۔ ۔ ۔ مثال کے طور پر ایک کرسچن کمیٹی (Christion Committee) نے اپنے انسائیکلو پیڈیا (Encyeclopaedia) میں شائع کیا کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(قادیانی بھی اک مسلم فرقہ ہی ہے جو مسلمانوں کے لئے جہاد کو ضروری نہیں سمجھتا)

علامہ مرحوم پھر فرماتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اس بنا پر میں نے مختلف حصوں کے مسلمانوں کے ساتھ تبادلہ خیالات کیا ۔ اسی کے بعد کعبتہ اللہ کے متعدد علماء سے ملاقاتیں کرنے کے بعد اس " نئے زہریلے دین " پر یہ اک ضخیم اور علمی کوشش کی ہے ۔ سعودی عرب میں اپنے قیام کے دوران میں نے دنیا کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے لوگوں سے تبادلہ خیال کیا تو بہت حیران ہوا کہ اس ملک میں مقیم اکثر لوگ صرف قادیانیت کے متعلق جاننے کے لئے اس مسلم حکومت (سعودی عرب) کی دعوت پر آئے تھے ۔ جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ حیران کیا وہ مسلمانوں کی وہ کمزوری ' معذوری اور بے مدد گاری تھی جس کی بنا پر وہ قادیانیت کی وبا سے نہیں بچ سکتے تھے لہذا ان کے حقیقی محرکات اور مقاصد جاننا مشکل تھا جب تک کہ وہ قادیانیت کا از خود مطالعہ نہ کر لیتے ۔ اس کم علمی کی بنا پر وہ قادیانیت سے مرعوب نظر آتے تھے چنانچہ ان مسلم بھائیوں کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اور اک اخلاقی و مذہبی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے میں نے اسلام اور آنحضرت کے خلاف قادیانیت کے ناپاک الزامات کا جواب دینے اور قادیانیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر

دینے تک چین سے نہ بیٹھنے کا فیصلہ کیا ۔ یہ پہلا باب ' قادیانیت کے خلاف میری پہلی کوشش کی پہلی قسط ہے ۔ اور میں اللہ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ ان مرتدوں اور گماشتوں کے خلاف ' جنہوں نے اسلام اور اس کے اصولوں کو اپنے ذاتی مفادات کے حصول کے لئے بدنام کیا ۔ میری کوششوں کو شرف قبولیت اور مجھے ہمت عطا فرمائے ! آمین

غلام احمد قادیانی ۔

غلام احمد قادیانی ۱۸۳۹ء کو پنجاب کے ایک قصبے " قادیان " میں ایک برطانوی پٹھوؤں کے خاندان میں پیدا ہوا اس کا باپ ایک غداروں کے ٹولے سے تعلق رکھتا تھا ۔ اس شخص نے مسلمانوں کو دھوکہ دیا تھا اور اپنی آن بان اور عزت کی خاطر " نو آباد کاروں " (برطانوی تاجر) کی مدد کی تھی ۔ اس بات کا تذکرہ غلام احمد قادیانی اپنی کتاب تحفہ قیصریہ میں یوں کرتا ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔

" میرے والد غلام مرتضیٰ ان لوگوں میں سے تھے جن کے حکومت برطانیہ سے پر جوش تعلقات تھے ان کی "گورنمنٹ کونسل " (Government Council) میں رکنیت بھی تھی ۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ حکومت کے لئے اپنی خدمات پیش کیں بلکہ جب ان کے ہم مذہب مسلم ہندوستانی ۱۸۵۷ء میں حکومت کے خلاف بغاوت پر اتر آئے تو وہ حکومت کے سرگرم حمائتی تھے اور انہوں نے اپنی حیثیت سے کہیں بڑھ کر برطانوی حکومت کی پچاس سپاہیوں اور پچاس گھوڑوں سے مدد کی " ۔ (تحفہ قیصریہ ۔ ص ۔ 16)

چنانچہ غلام احمد جیسے بد ترین غدار اور مرتد کے لئے ایسا خاندانی ماحول بہت خوشگوار تھا ۔ ابتدا میں اس نے چند اردو ' فارسی اور عربی کی کتابیں غیر معروف سے اساتذہ سے پڑھیں ۔ پھر اس نے کچھ قانون (وکالت) پڑھا ۔ اور اس کے بعد ۵۰ ۔ روپے ماہانہ پر سیالکوٹ میں ملازم ہو گیا ۔ وہ ایک غیر حاضر دماغ شخص تھا اس کا بیٹا بشیر احمد لکھتا ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

" آپ سے چینی لانے کو کہا جاتا تو آپ اکثر نمک اٹھا لاتے اور رستے میں اسے کھاتے بھی آتے جس کے باعث جی متلانے لگتا اور آپ رونے لگتے " ۔ (سیرت مہدی ۔ ص ۴ ۔ از بشیر احمد بن غلام احمد قادیانی)

غلام احمد قادیانی ایک بزدل اور ڈرپوک شخص تھا ۔ عورتوں کی سی حرکات اور احساسات کا مالک تھا اور ہر خطرے کے کام سے بچتا تھا لیکن بعد ازاں اپنی بیوقوفی ہی سے ایسے کام کر لیتا جو خطرناک ہوتے ۔

" ایک دفعہ آپ نے چوزہ ذبح کرتے ہوئے انگلیاں خود ہی کاٹ ڈالیں اور اس بہتے ہوئے خون اور زخمی انگلی سے آپ میں بد مزاجی پیدا ہو گئی اور آپ نے چوزے کے ذبح کو گناہ سے مطابقت دی اور پھر ساری عمر اپنے ہاتھ سے آپ نے کچھ ذبح نہ کیا " ۔ (سیرت مہدی ۔ جلد نمبر ۲ ۔ ص ۴)

اس کی دینداری اور پرہیز گاری کا اندازہ لگا لیجئے کہ چوزے کو ذبح کرنا گناہ خیال کر بیٹھا ۔ بہرحال عمر کے ساتھ ساتھ اس کی بیوقوفی اور بزدلی میں اضافہ ہوتا چلا گیا ۔ یہ دو اخلاقی اور ذہنی امراض اسے مستقل رہے ۔ وہ مراق یا مالیخولیا (ذہنی پاگل پن) کے مرض میں مبتلا تھا ۔ چنانچہ ایک قادیانی اخبار لکھتا ہے کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

" مالیخولیا ہمارے محترم رہنما کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ بیرونی اثرات کی وجہ سے ہوا تھا ۔ محترم غلام احمد کے خاندان کا کوئی بھی فرد ایسی بیماری میں مبتلا نہیں ہے ۔ آپ ہی صرف دماغی کمزوری کی علامات ظاہر ہونے پر اس مرض کا شکار ہوئے " ۔ (ریویو آف قادیان ۔ اگست سنہ ۱۹۳۶ء)

اس تحریر کے باوجود اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ اس کے چند افراد خانہ اس مرض میں مبتلا تھے ۔ مثال کے طور پر اس کا کزن (Cousin) ' اس کی بیٹی اور اس کی اپنی بیوی اس مرض کا شکار ہوئے ۔

" میری بیگم بھی مالیخولیا کی مریض ہیں ۔ چنانچہ وہ ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق ہلکی پھلکی ورزش کے طور پر میرے ساتھ چہل قدمی کے لئے جاتی ہیں ۔ " (الحکم ۔ ۱۰

۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ء)

چلتے چلتے اگر یہاں مالیخولیا پر کچھ بحث کر لی جائے تو بے جا نہ ہو گا کیونکہ اس کا ہمارے مضمون کے ساتھ براہ راست تعلق ہے ۔ عظیم فلسفی بو علی سینا کہتے ہیں کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

" مالیخولیا (مراق) ایک ایسی بیماری ہے جس میں خون اور ذہنی بے آرامی کیوجہ سے خیالات مسلسل بدلتے رہتے ہیں ۔ دماغ ایک طرح سے وحشیانہ ہو جاتا ہے اور اس بیماری کی سخت زیادتی سے سرکشی پر اتر آتا ہے " (القانون)

اسی طرح علامہ برہان الدین یوں رقمطراز ہیں کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

" مالیخولیا وہ بیماری ہے جس میں خیالات کی فطری صلاحیت بدل جاتی ہے حتی کہ وہ مرحلہ آ جاتا ہے کہ مریض خود کو " خدائے علیم و بصیر " تک خیال کرنے لگتا ہے ۔ ان میں سے بعض مریض خود کو فرشتہ تصور کر لیتے ہیں " ۔

معلوم ہوتا ہے کہ انہی مراقی تخیلات و تصورات کی بنا پر مرزا غلام احمد نے ایک مسلم مجدد ہونے کا دعوی کیا ۔ اس خود ساختہ وہم کو تقویت بخش کر اس نے دعوی کیا کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ " میں خاص بصیرت کیوجہ سے کائنات کے تمام راز جان چکا ہوں "

اس کے ماں باپ برطانوی سامراجیوں نے اس کے ان من گھڑت دعووں کو خوب مستحکم کیا اور پھر اپنے منصوبے کے مطابق بلا تاخیر اس کے سر پر " تاج نبوت " رکھ دیا سو یہ پروردہ ان کا نبی تھا اور وہ اس کے خدا ۔ وہ ایک کتاب میں رقمطراز ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

میں نے ۲۰ سال سے کم عمر کا ایک فرشتہ دیکھا جو ہو بہو کسی انگریز نوجوان کی طرح تھا ۔ میں نے اس سے کہا " تم بہت خوبصورت ہو " ۔ وہ میرے سامنے پڑی میز پر براجمان تھا ۔ اس نے میری بات کی تصدیق گردن جھکا کر ' کر دی " ۔ (تذکرہ وحی مقدس از غلام احمد قادیانی ۔ ص ۳۱)

اس کے بعد مرزایوں گویا ہوئے کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
" میں تم سے پیار کرتا ہوں ' میں تمہارے ساتھ ہوں اور ہمیشہ ساتھ رہوں گا " ۔ اس کے بعد میں میں نے اپنے بدن میں کپکپی محسوس کی اور پھر مجھ پر انگریزی زبان میں یہ وحی نازل ہوئی کہ ! I can what i will do (میں جو کچھ کر سکتا ہوں تمہارے لئے کروں گا) ۔ (براہین احمدیہ ۔ ص ۴۸۰)

جب سامراجیت نے مرزا سے کئے ہوئے تمام وعدے وفا کئے تو اس نے بھی اندھا دھندان قوتوں پر اپنی جانبداری واضح کر دی ' بالخصوص جب ملکہ ہند نے اس کی بیمار پرسی کی تو وہ یوں گویا ہوا کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

" جب عزت ماب ملکہ ہند ' خدا انہیں اپنی امان میں رکھے ' میرے گھر جلوہ افروز ہوئیں تو میں خوشی سے نہال ہو گیا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ۔ " عزت ماب ملکہ ذیشان نے اپنی محبت اور شفقت سے ہمارے گھر میں دو دن قیام فرما کر ہمیں عزت بخشی ہے لہٰذا ان کا شکریہ ادا کرنا ہم سب کا اخلاقی فرض ہے " (الہامات غلام احمد ۔ صٓ ۱۷)

سامراجیت سے اس کی اس طرف داری نے اس کی مسلمانوں کے لئے مجددیت کی قلعی کھول دی اور اس نے اسی طرح سے اسلامی مقاصد کو وسیع پیانے پر نقصان پہنچایا

ایک مرتبہ جب غلیظ اور منہ پھٹ سامراجی نے اپنی کتاب میں نبی اکرم اور ان کی پاکدامن ازواج مطہرات کے متعلق اپنی زبان طعن دراز کی تو ہندوستان کے تمام مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی ۔ انہوں نے اس مصنف کی گستاخی کو حکومت برطانیہ کے سامنے پیش کیا ۔ اس موقع پر مرزا نے جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کے موقف کی بھر پور مذمت کی ۔ حالانکہ اسے مسلمانوں کے ساتھ مل جانا چاہئے تھا لیکن اس نے کھلے عام واضح کیا کہ مسلمانوں کو خدا کی طرف سے عطا کئے اس برطانوی سائے کے خلاف بھڑکنے کا کوئی حق نہیں ۔ اس کے بعد سے مسلمانوں نے اس

سامراج کے پٹھو کو آڑے ہاتھوں لیا ۔ وہ اس بات کا اظہار خود اپنی ایک تصنیف میں کرتا ہے کہ ۔ ۔ ۔

ہم برطانوی حکومت کے مفاد کی خاطر سخت تکالیف میں ہیں لیکن ہم اس کے مفاد اور اپنے پر احسانات کی خاطر مستقبل میں بھی ان تکالیف کو برداشت کریں گے اور بلا شک و شبہ ' ہم ہماری ارواح ہماری جائیدادیں ' انگریز سرکار کے لئے ہیں اور ہم جلوت خلوت میں اس کی طاقت و عظمت کی دعا مانگتے ہیں (آریہ دھرم ۔ ص ۷۹ ۔ ۸۰)

اس عبارت کے پیش نظر کسی ایسے شخص کا دعوی نبوت و مجددیت کیا معنی رکھتا ہے جو مسلسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتا رہا ہو ؟ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بلکہ اس کے برعکس یہ شخص ان لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے نہیں تھکتا جو آنحضرت اور ان لوگوں کی گستاخیاں کرتے ہیں جنہوں نے نبی معظم کی آبرو اور عظمت کے لئے جسم و جاں تک کی قربانی دے دی تھی ۔ یہ شخص انگریز سامراجیت کے لئے اپنے پیروکاروں کو بھی جائدادیں اور جانیں نچھاور کرنے پر اکساتا ہے ۔ " وہ اپنی مذہبی آڑ میں انگریز کے دفاع کا جواز پیش کرتا ہے (بلکہ) یہ اس کی مذہبی تعلیمات میں سے ہے کہ خدا کی طرح انگریز کا حکم ماننا بھی ضروری ہے کیونکہ انہوں نے دنیا کو پرامن کر دیا ہے اور یہ کہ انگریزوں نے ہمیں ظالم حکمرانوں (یعنی مسلمانوں) سے نجات دلائی ہے اور اصل میں انگریزی حکومت ہی اصل حق حاکیت رکھتی ہے ۔ وہ اسی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ " انگریز کی نافرمانی کی طرح سے خدا اس کے رسول اور اسلام کی نافرمانی ہے " ۔ (دیکھئے ۔ خطبہ غلام احمد قادیانی برائے حکومتی توجہ)

اس کے علاوہ غلام احمد قادیانی اپنی ایک کتاب ازالہ اوہام اور ایک کتاب تحفہ قیصریہ میں لکھتا ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

" میں خدائے بزرگ و برتر کا شکر گزار ہوں کہ جس نے مجھے برطانوی عنایات کے سائے تلے پناہ نصیب فرمائی اور جس کے تحفظ کی وجہ سے کام اور تبلیغ کے قابل ہو گیا ہوں پس کارکنوں کو اسی سود مند حکومت کا مشکور رہنا چاہئے اور اس سے بھی زیادہ

خاص بات میرے لئے یہ ہے کہ مجھے موجودہ حکومت کی بصیرت کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ جس کی وجہ سے میں اپنے بلند مقاصد میں کامیاب ہوں اور میں یہ مقاصد پہلے کسی حکومت میں نہیں حاصل کر سکتا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اس پر خدا کی لعنت ہو جو بد نظمی اور اور نااتفاقی پیدا کرتا ہے اور اس پر بھی جو خدا کے اس فرمان کے مطابق حکمرانوں کی حکم بجا آوری نہیں کرتا کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اللہ اس کے رسول اور حکمرانوں کا کہا مانو ۔ ۔ ۔ یہاں حکمران سے مراد بادشاہ اور شہنشاہ ہیں اس لئے میں فوری طور پر اپنے پیرو کاروں کو ان حکمرانوں سے اپنے حکمرانوں جیسا سلوک کرنے کی نصیحت کرتا ہوں " ۔ (ضرورت الامام ۔ ص ۲۳ ۔ تحفہ قیصریہ ص ۲۷)

سو اب قادیانی حضرات کیوں نہیں اپنے پیشوا کا حکم مانتے جن کی وہ پیداوار ہیں ۔ جن کی وہ سازش کا نتیجہ اور محنتوں کا ثمر ہیں ؟ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ سامراجیت نے قادیانیت کے پودے کی اسی وقت تک دیکھ بھال کی جب تک کہ یہ ان کے منصوبوں کے مطابق پھل نہ دینے لگا ۔ سو انہوں نے مستقل طور پر اس کی جڑیں مضبوط کرنے کے لئے اس "کینے" پر خاص عنایات کیں اور اس کے کارکنوں کو زندگی کے تمام شعبوں میں ملازمت دی ۔ قادیانی طلباء خاص تعلیم کے لئے یورپ بھیجے جاتے تھے ۔ انہیں تجارت ' زراعت اور صنعت وغیرہ میں خاص مراعات حاصل تھیں ۔

برطانوی سامراج نے اس گروہ کے خیالات کی کلی طور پر نشر و اشاعت کی کیوں کہ ان خیالات کی تشہیر برطانوی راج کے لئے سود مند تھی اور اس معاملے میں برطانوی حکومت براہ راست دلچسپی لیتی تھی جس سے متروک اور کمزور مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ان کے دھوکے میں آ گئی ۔ اگرچہ بظاہر وہ اس پر فریب جال میں پھنستے نظر نہیں آتے تھے لیکن حقیقت میں وہ اس فرقے میں دھکیلے جا چکے تھے چنانچہ اس وجہ سے لوگوں میں بد نظمی اور مایوسی پھیل گئی ۔ مسلمانوں کو ان کے بنیادی اصولوں سے دور اور برطانوی اقتدار اور اقدار کی اندھا دھند پیروی کے لئے انہوں نے کئی کتابیں اور پمفلٹ شائع کئے ۔ سامراجیت کا ایک اور کام اپنے "ملازمین" کو مسلمانوں کے غم و

غصے سے بچاتا بھی تھا ۔ اگر کوئی برطانوی آفیسران (ملازمین) کو نظرانداز کر دیتا تو اس کے خلاف قادیانیوں اور مسلمانوں میں تمیز نہ کرنے کی شکایات داخل کروا دی جاتی تھیں ۔ اس کے نتیجے میں آفیسر کو تنبیہہ کی جاتی اور اسے اپنا اخلاق بلند کرنے کے لئے کہا جاتا اور قادیانیوں سے بہتر سلوک روا رکھنے کو کہا جاتا ' کیونکہ وہ اس " عظیم حکومت " کے " خاص لاڈلے " تھے ۔ غلام احمد قادیانی خود وائسرائے ہند کو جس طرح عرضداشت پیش کرتا ہے وہ کسی نبی تو کیا عام " عزت دار " آدمی کے لئے بھی موزوں نہیں ہے ۔ اس کی پیش کردہ درخواست کا دیباچہ یہ ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

" یہ درخواست جو میں اپنے پیروکاروں کے ناموں کے ساتھ آپ کے حضور پیش کر رہا ہوں اس کے سوا کوئی مقصد نہیں رکھتی کہ آپ کو اپنے آباؤ اجداد کی نمایاں خدمات سے آگاہ کیا جائے ۔ اس طرح میں سرکار سے یہ امید اور استدعا کرتا ہوں کہ میرے خاندان کو تحفظ دیا جائے جس نے پچاس سال سے پرخلوص رہ کہ یہ ثابت کیا ہے کہ وہ انگریز حکومت کا وفادار ہے اور جس (خاندان) کی دوستی کو مستحکم حکومت کے تمام بڑے بڑے افسروں کی تائید حاصل ہے اور یہ بات تحریری دستاویزات سے بھی ثابت ہے کہ میرا خاندان آپ کا غلام اور با وفا ہے ۔ ان سرکاری ثبوت کی بنا پر میں امید کرتا ہوں کہ حکومت اپنے افسروں کو اس (خاندان) کی حفاظت کے متعلق ہدایت دے گی ۔ میں یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ اس جماعت کو کچھ نوازیں کہ جس نے کبھی بھی حکومت کے لئے جانی و مالی قربانی سے دریغ نہیں کیا اور نہ ہی آئندہ کریں گے ۔ ان خدمات کے صلے میں حکومت سے تحفظ طلب کرنا ہمارا حق ہے تاکہ کوئی ہمیں نقصان نہ پہنچا سکے " ۔ (درخواست از غلام احمد بنام وائسرائے ہند ۔ تبلیغ رسالت ص ۷ ۔ از قاسم قادیانی)

اس طرح ایک اور موقع پر وہ برطانوی مقاصد کو پروان چڑھانے میں اپنی خدمات کی یوں یاددہانی کراتا ہے کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔

" میں نے برطانیہ کی تعریف میں کتابیں لکھ لکھ کر الماریاں بھر دی ہیں ۔ خاص

طور پر جہاد کی منسوخی کے متعلق میں نے بہت لکھا ہے اور جس پر بہت سے مسلمان یقین بھی رکھتے ہیں کیونکہ سرکار کے لئے یہ میری عظیم خدمت ہے لہٰذا میں اچھے انعام و اکرام کی امید کرتا ہوں" ۔ (تبلیغ رسالت از قاسم قادیانی)

مرزا کی یہ " خدمت " واقعی بہت " عظیم " تھی کیونکہ تمام سامراجی خواہ وہ عیسائی تھے یا غیر عیسائی ' وہ مسلمانوں کے اسی جذبہ جہاد سے بہت خوفزدہ تھے ۔ جہاد کی پکار تمام روک تھام سے ماورا تھی بلکہ یہ مسلمانوں کا وہ جنوں تھا جس کے لئے انہیں نہ ہتھیار کی ضرورت تھی اور نہ حکمت عملی کی ۔ لہٰذا جذبہ جہاد ختم کرنا واقعی اس کی " عظیم خدمت " تھی اور وہ حقیقتاً انعام کا حقدار تھا سو برطانوی حکمران بھی اس کی خدمات اور انعام کو فراموش نہیں کر سکتے تھے اور اس سے بڑا انعام اور کیا ہو سکتا تھا کہ ایک مالیخولیا کا مریض اور ایک ایسا فقیر جس کے پاس ایک وقت کی روٹی بھی نہ تھی ' اب برطانوی سامراج کے اشارے پر نبوت کا دعوی کرکے عیش و عشرت کی زندگی گزار رہا تھا ۔ اس کے گرد بڑی بڑی پیش کشیں تھیں جن کی وجہ سے وہ عوام کو متوجہ کر دیا تھا ۔ بہر حال اس نے وقت کی سپر پاور کی حمایت کی اور ویسے بھی دولت میں اضافے کے لئے اس کی سپر پاور کے لئے والہانہ دیوانگی ضروری تھی ۔ اور اس دولت میں کس قدر اضافہ ہوا ؟ اس بات کو اس کتاب کے علیحدہ باب میں بیان کیا گیا ہے ۔

ہماری بحث کے متعلق غلام احمد کے بیٹے کا یہ اعتراف بہت مناسب معلوم ہوتا ہے جس میں وہ " سامراجی پروردہ " ہونے کا اعتراف کرتا ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔

" برطانیہ حکومت ہمارے لئے کئی ایک ہمدردیاں پیدا کر چکی ہے چنانچہ ہم مکمل اطمینان کے ساتھ اپنے مقاصد کو پورا کر لیتے ہیں ۔ ہم اپنی تعلیمات کی تبلیغ کے لئے بڑی آسانی سے دوسرے ممالک جاتے ہیں حتی کہ وہاں (دوسرے ممالک میں) بھی برطانوی حکومت ہماری مدد کرتی ہے ۔ یہ اس کی عنایات میں سے ایک ہے " ۔ (برکات خلافت از محمود احمد خلیفہ دوم ۔ ص ٦٥)

انگریز کی ان عنایات کی بنا پر غلام احمد قادیانی نے ہمیشہ اپنے پیروکاروں میں

سامراجیت کے لئے دوستی اور وفا کے جذبات کو تقویت بخشی ۔ تاہم صرف وفاداری کافی نہ تھی بلکہ اس کے لئے (جذبہ ایثار) بھی ضروری تھا لہٰذا اس کے حواریوں نے مستعدی کے ساتھ تبلیغ شروع کی اور لوگوں میں اس بات کو فروغ دیا کہ دنیا میں انگریز حکومت سے زیادہ بہترین حکومت کہیں نہیں کیونکہ یہ ان کے لئے سود مند تھی ۔ اس بات کا بہر حال کچھ نہ کچھ اثر لوگوں پر ہونا ہی تھا کیونکہ جب کسی چیز کو بار بار دہرایا جائے تو اس کا اثر لوگوں کے دل و دماغ پر ضرور ہوتا ہے اس طرح عوام کے دل میں بھی حکومت کے لئے نیک جذبات پیدا ہو چکے تھے ۔ اس کا اثر نہ صرف انڈیا بلکہ تمام دنیا کے ممالک کے لوگوں پر بھی ہوا تھا ۔

دراصل قادیانیت اور سامراجیت کے اغراض و مقاصد ایک جیسے تھے ۔ " قادیانی مبشر" ان مفاد میں یکسانیت کی تصدیق خود روس سے واپسی (سنہ ۱۹۲۳ء) پر کرتا ہے ۔

- - - - - - - - - - - - - - - -

" مجھ پر کئی مرتبہ برطانوی ایجنٹ کا الزام لگایا گیا ہے جبکہ میں صرف قادیانیت کی تبلیغ کے لئے روس گیا تھا لیکن چونکہ قادیانی ازم اور حکومت برطانیہ کے مقاصد ایک سے ہیں لہٰذا میں حکومت کی خدمت اور فرائض کی ادائیگی کے لئے بے تاب اور کوشاں رہتا ہوں " ۔ (الفضل ۔ بنام ایم قادیانی معین ۔ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۲۳ء)

چنانچہ اس طرح یہ ناپاک گروہ بے غیرتی کی گہرائی میں اتر گیا ۔ اور اپنی بے غیرتی کا ثبوت اس نے اس وقت بھی دیا جب اس (گروہ) نے کھلے عام مسلمانوں کے زوال پر مسرت کا اظہار کیا بلکہ مسلمانوں کے وحشیانہ قتل عام کے لئے خصوصی ملٹری کو بڑی بڑی رقوم بھی دی گئیں ۔

جب برطانوی فوج عراق میں داخل ہوئی تو غلام احمد کا بیٹا ایک جلسے سے یوں خطاب کرتا ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

" مسلم علماء ہمیں الزام دیتے ہیں کہ ہم برطانوی فوج کے ساتھ تعاون کرتے اور ان کی فتوحات پر خوشیاں مناتے ہیں ۔ واقعی ہمیں کیوں نہ خوش ہونا چاہئے جبکہ ہمارا

امام کہہ چکا ہے کہ ۔۔۔۔۔۔۔

٭ " میں مہدی ہوں اور برطانوی حکومت میری تلوار ہے "

ہم اس فتح پر جشن منانا پسند کرتے ہیں اور ہم اس تلوار کو عراق ' سیریا اور ہر جگہ چمکتا دیکھنا چاہتے ہیں ۔ ہمارے رہنما کا یہ بھی فرمان ہے کہ

واقعی ! اللہ نے فرشتے بھیج کر اس حکومت کی مدد فرمائی ہے " ۔ (الفضل ۔ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء)

اسی اخبار الفضل میں یہی شخص یوں لکھتا ہے کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

" ہزاروں قادیانوں نے عراق فتح کرنے کے لئے نہ صرف برطانوی فوج میں شرکت کی ہے بلکہ اپنا خون بھی پیش کیا ہے " ۔ (الفضل ۔ ۸ اگست سنہ ۱۹۲۳ء)

اسی طرح سامراجی فوج یروشلم میں داخل ہوئی تو یہ " خلیفہ " اپنی خوشی کا اظہار یوں کرتا ہے ۔۔۔۔۔ " ہم برطانیہ کی بے شمار فتوحات پر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور ہماری اس خوشی کی یقینی وجہ یہ ہے کہ ہمارے امام بھی اکثر اس حکومت کی مدح و تعریف کیا کرتے تھے اور اپنے گروہ کو بھی اس بات کی تلقین کرتے تھے ۔ اور آج بھی اس (حکومت) کی آواز پر ہمارے دروازے کھلے ہیں اور یہ سب برطانیہ کا دوسرے ممالک پر حکومت کرنے کی وجہ سے ہے " ۔ (الفضل ۲۳ نومبر سنہ ۱۹۱۸ء)

اب یہ صاف واضح تھا کہ سامراجیت نے اپنے گھناؤنے عزائم کے حصول مسلمانوں میں نااتفاقی کو جنم دینے اور ان کے خلاف نفرت پیدا کرنے کے لئے اس گروہ کو ابھارا ۔ اسی وجہ سے جرمن حکومت نے اپنے وزراء کو ان (قادیانیوں) کی مجالس میں جانے سے روک رکھا تھا کیونکہ یہ برطانوی پٹھو تھے اور یہی سبب تھا کہ جب اس فرقے کے دو " پادری " افغانستان گئے جبکہ " اینگلو ۔ افغان " جنگ جاری تھی ' تو " حکومت افغان " نے ان دونوں کو قتل کر دیا کہ یہ برطانیہ کے لئے جاسوسی کر رہے تھے ۔ افغانی وزیر کا بیان تھا کہ اس نے خود ان کو خطوط اور دستاویزات لے جاتے دیکھا تھا لیکن قادیانی خلیفہ بڑے فخر سے کہتا ہے کہ ۔۔۔۔۔۔

"کیا ہمارے آدمی پر امن نہ تھے اور انہوں نے جہاد کے متعلق ہماری تعلیمات پر عمل نہ کیا ؟ واقعی انہوں نے ایسا ہی کیا اور وہ مارے گئے یعنی برطانوی حکومت کی محبت میں انہوں نے موت کو گلے لگا لیا " ۔ (الفضل ۱۶ اگست سنہ ۱۹۳۵ء)

بہرحال ہم ان باب کو الفضل کی اس عبارت پر ختم کرتے ہیں کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

" یقیناً ' حکومت برطانیہ ہماری محافظ ہے ۔ ہم اس ڈھال کی حفاظت میں آگے سے آگے بڑھ رہے ہیں ۔ اگر یہ ڈھال ٹوٹ جاتی ہے تو پھر ہم بھی " تیروں " سے مارے جائیں گے پس ہم ایک دوسرے میں جذب ہو چکے ہیں اور ہمارے اتحاد کا ایک ہی وجود ہے ۔ اس کی ترقی ہماری ترقی اور اس کا زوال ہمارا زوال ہے " ۔ (الفضل ۔ ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء) یہ ہے اس پروردہ اور پٹھو کی حقیقت کہ جس نے سامراجیت کی ہر طرح سے مدد کی اور اس کے لئے خدمات سرانجام دیں اور اس کے پیروکار آج بھی ایسے عوامل کے لئے سرگرم ہیں ۔ اور اس کے نقش قدم پر چل رہے ہیں ۔

(بقیہ تصریحات)

علماء کرام کیا ایسی ریاست کو اسلامی ریاست کہا جا سکتا ہے جس میں ابو بکرؓ عمرؓ عثمان رضی اللہ عنہم کو گالیاں دی جاتی ہوں ؟

کیا ایسی حکومت کو مسلمان کہا جا سکتا ہے جو یہودی افکار و نظریات کو تحفظ دے اور کیا ایسے لوگوں کو مسلمان کہا جا سکتا ہے جن کے سامنے عائشہؓ اور حفصہؓ کو گالیاں دی جائیں اور وہ خاموش تماشائی بنے رہیں ؟

آپ غور فرمائیں دینی لحاظ سے کون سا گناہ یا معصیت ہے جس کا ارتکاب اس ملک میں نہیں ہوتا نا کون سی بدعت ہے جس کا ارتکاب دین کے نام پر یہاں نہیں ہوتا پھر ان خرافات و رسومات کی سرکاری سطح پر سرپرستی کی جاتی ہے ان تمام نا فرمانیوں اور بدعتوں کے خلاف اعلان جنگ کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے ۔